بازگشت
شورش کاشمیری

جمہوریت، اقوال کی خوشنمائی، اعمال کی سیاہ دلی

فلاں چیز ہمارا جمہوری حق ہے، فلاں چیز جمہوریت کے منافی ہے یہ اور ایسے فقرے ہم آئے دن بولتے، لکھتے، پڑھتے اور سنتے ہیں۔۔۔۔۔ لیکن کبھی کبھار متعلقہ احوال و ظروف کی سنگینی بے اختیار یہ سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے، کہ جمہوریت میں فی الحقیقت حسن و خوبی کا کوئی پہلو ہے بھی یا نہیں؟ کیا جمہوریت کے بغیر انسانی معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا، کیا جمہوریت کے نام پر ہم جو حقوق مانگتے ہیں، وہ جائز ہوتے ہیں کیا جمہوریت فرد اور معاشرہ میں توازن اور ہم آہنگی پیدا کرنے کا بہترین واسطہ ہے۔۔۔۔؟ لیکن جب ہم جمہوریت کا اس کے خط و خال سمیت مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارا ذہن مختلف تصوّرات کی آماجگاہ بن جاتا ہے اور ہم سوچنے لگتے ہیں کہ جمہوریت کی لفظی خوشنمائی، معنی لفظی خوشنمائی ہی تو نہیں۔۔۔۔؟

فی زمانہ بادشاہت کو قدیم الایام کا بدترین طرز حکومت کہا جاتا ہے۔ لیکن جب انسانی فکر جمہوریت کے بیشتر برگ و بار کا جائزہ لیتی ہے تو ایک فلسفی کے نقطہ نگاہ کے مطابق کبھی کبھار گمان ہونے لگتا ہے کہ کہیں یہ "منظم ڈکیتی" تو نہیں۔۔۔ بظاہر یہ الفاظ بڑے سخت ہیں لیکن جن ملکوں میں جمہوریت "چلتی" ہے وہاں جمہوریت کسی طرح بھی طبقاتی بادشاہت سے کم نہیں۔۔۔ بلکہ بادشاہت میں تو ایک خاندان اور اس کے چند سو لگے بندھے داد عیش طلب کرتے ہیں، لیکن جمہوریت میں ایک خاص گروہ، عوام کی رگ جان کے لئے دشنہ و خنجر ڈھالتا رہتا ہے۔۔۔۔

جن مغربی اقوام نے، جمہوریت میں امتیاز حاصل کیا ہے۔ ان کا تہذیبی معاشری، تعلیمی اور فکری ڈھانچہ اس سے مطابق رکھتا ہے لیکن مشرقی ملکوں کا مزاج حقیقتاً اس کے خلاف ہے۔ ہم لوگ مدتوں نو آبادیوں کے زمرہ میں رہے ہیں ہمیں جو کچھ ملا، وہ حاکمیت کی ضرورت کے تابع تھا یا پھر اس جماعت کی وساطت سے جس کا وجود حاکمیت کی تعلیم و تہذیب کا مرہون ہے۔۔۔۔ ایک قوم یا ایک ملک کی حیثیت سے ہمارے لئے جمہوریت اتنی ہی اجنبی ہے جتنا حکمران اجنبی تھے۔۔۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مسلمان مفکرین کے نزدیک، مشرق میں جمہوریت کا وجود ہمیشہ غور و فکر اور نقد و بحث کی زد میں رہا ہے۔

علامہ اقبال علیہ الرحمۃ تو اس جمہوریت و آشوب دوراں کہا کرتے تھے۔۔۔۔ ان کے نزدیک یہ ایک ایسا نظام ہے جس میں بندوں کو تولتے نہیں گنتے ہیں۔

قائد اعظم نے ایک دفعہ مہاتما گاندھی کے کسی بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

"میں یہ ماننے سے انکار کرتا ہوں کہ ہندوستان میں یورپی جمہوریت کارگر ہو سکتی ہے۔" (بقیہ صـ۴۷ پر)